## 93723 ـ ان معاصی کے سائے میں روزے کی حفاظت کیسے کی جائے ؟

**سوال**

ان معاصی کے سائے میں اپنے روزے کی حفاظت کیسے کی جائے ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

میرے بھائی آپ نے یہ سوال کر کے انتہائی اچھا کیا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کی اطاعت کی حرص رکھتے ہیں اور اس وقت منتشر معاصی کے سبب اطاعت ضائع ہونے یا اس میں کمی ہونے سے بچنا چاہتے ہیں.

ہم سب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں، بلکہ اللہ سبحانہ و تعال نے روزہ اس لیے مشروع کیا ہے کہ ہم تقوی و پرہیزگاری حاصل کر سکیں، اسی لیے حقیقی روزہ یہی ہے کہ جس روزے میں معاصی و ترک کرتے ہوئے اجتناب کیا گیا ہو، یہ روزہ تو دل کا بھی روزہ ہے نہ کہ صرف اعضاء کا روزہ.

ہم نے جو کچھ کہا ہے اس پر سنت نبویہ بھی دلالت کرتی ہے اور اہل کی کلام میں بھی اس کی توضیح و بیان موجود ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے غلط اور بےہودہ گوئی اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کے بھوکہ اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1804 ).

اور ایك حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بہت سارے روزے دار ایسے بھی ہیں جن کا روزے میں صرف اتنا حصہ ہے کہ انہیں بھوك اور پیاس ہی حاصل ہوتی ہے، اور بہت سارے قیام کرنے والوں کو رات کی بیداری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا "

مسند احمد حدیث نمبر ( 8693 ) ابن حبان ( 8 / 257 ) اسے صحیح کہا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب ( 1 / 262 ) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور پھر صحابہ کرام تو حرص رکھا کرتے تھے کہ روزہ ان کے نفس اور اعضاء کے لیے پاکیزگی کا باعث بنے، اور انہیں معاصی و گناہوں سے محفوظ رکھے.

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے:

" صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام روزہ نہیں بلکہ جھوٹ و باطل اور لغو باتیں چھوڑنے کا نام روزہ ہے "

اور جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما کا قول ہے:

" جب آپ روزہ رکھیں تو آپ کا کان اور آنکھ اور زبان بھی جھوٹ اور گناہوں سے روزہ رکھے، اور اپنے ملازم اور خادم کو تکلیف دینا چھوڑ دو، اور آپ جس دن روزے سے ہوں تو آپ پر سکون اور وقار ہونا چاہیے، اور روزے والا دن اور عام دن کو برابر مت رکھو "

حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ ( تابعین میں عالمہ خاتون تھیں ) کا قول ہے:

روزہ اس وقت تك ڈھال ہے جب تك اس روزے دار اس میں سوراخ نہ کر دے، اور غیبت کرنا اس ڈھال میں سوراخ کرنا ہے "

میمون بن مہران کا قول ہے:

" سب سے آسان روزہ کھانا پینا ترك کرنا ہے.

یہ آثار اور اقوال ابن حزم رحمہ اللہ نے المحلی ( 4 / 308 ) میں ذکر کیے ہیں.

جب ہمیں یہ علم ہو چکا ہے کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ اگر روزے کی حالت میں معصیت کی جائے تو روزہ باطل ہو جاتا ہے اس میں کوئی تعجب نہیں کرنا چاہیے، اگرچہ صحیح یہی ہے کہ اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا، لیکن بلاشك و شبہ اس سے روزے میں نقص تو ضرور پیدا ہوتا ہے، اور پھر یہ روزے کی حقیقت کے بھی خلاف ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" غیبت روزے کے لیے نقصاندہ ہے، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کیا گیا ہے، اور امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے کہ:

" غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے اس دن کی قضاء میں روزہ رکھنا واجب ہے "

لیکن ابن حزم رحمہ اللہ نے اس میں افراط سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ:

" چاہے قولی معصیت ہو یا فعلی عمدا اور یاد دہانی کے ساتھ معصیت کے ارتکاب سے روزہ باطل ہو جاتا ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی فرمان ہے:

اور ایك حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" چنانچہ نہ تو وہ رفث کرے اور نہ ہی جہالت سے کام لے"

اور اس لیے بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی لغو اور جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ بھوك اور پیاس برداشت کرتا پھرے " انتہی

دیکھیں: فتح الباری ( 4 / 104 ).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" جس سے روزہ رکھنا واجب ہے، ہو سکتا ہے جب میں یہ کہوں تو آپ لوگ تعجب کریں گے کہ جس سے روزہ رکھنا واجب ہے وہ معاصی و گناہ ہیں، انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاصی و گناہوں سے روزہ رکھے یعنی ان سے اجتناب کرے کیونکہ روزے میں سب سے پہلا مقصد ہی یہی ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے تھے تا کہ تم تقوی اختیار کرو البقرۃ ( 183 ).

اللہ تعالى نے يہ نہيں كہا: تا كہ تم بھوكے رہو! يا پھر پياسے رہو! اور يہ بھى نہيں كہا: تا كہ تم اپنى بيوى سے دور رہو، نہيں بلكہ فرمايا:

تا كہ تم تقوى اختيار كرو.

اس سے علم ہوا كہ روزے كا سب سے پہلا مقصد تو يہى ہے، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس كى تاكيد ان الفاظ ميں فرمائى:

" جو شخص بھى بےہودہ گوئى اور لغو باتيں اور جہالت اور ان پر عمل كرنا ترك نہيں كرتا تو اللہ تعالى كو اس كى كوئى ضرورت نہيں كہ وہ شخص اپنا كھانا اور پينا چھوڑے "

تو پھر انسان معاصى وگناہوں سے روزہ ركھے اصل اور حقيقى روزہ يہى ہے، روزہ توڑنے والى اشياء سے باز رہنا تو ظاہرى طور پر روزہ كہلاتا ہے، اللہ تعالى كى عبادت كے ليے طلوع فجر سے ليكر غروب آفتاب تك روزہ توڑنے والى اشياء سے اجتناب كرنا روزہ كہلاتا ہے.

كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

تو اب تم ان عورتوں سے مباشرت كروا ور اللہ تعالى نے جو كچھ تمہارے مقدر ميں لكھ ركھا ہے اسے تلاش كرو، اور كھاتے پيتے رہو حتى كہ تمہارے ليے رات كے سياہ دھاگے سے فجر كا سفيد دھاگہ ظاہر ہو جائے، اور پھر رات تك روزہ مكمل كرو البقرۃ ( 187 ).

اس روزے كو ہم ظاہرى روزے كا نام ديتے ہيں جو كہ صرف بدن كا روزہ ہے، ليكن دل كا روزہ ركھنا اولين مقصد ہے اور وہ اللہ كى معصيت و نافرمانى سے اجتناب كا روزہ ہے.

اس بنا پر جس نے صرف ظاہرى اور جسمانى روزہ تو ركھا ليكن دل كا روزہ نہ ركھا تو اس كا روزہ انتہائى ناقص ہے، ہم يہ تو نہيں كہتے كہ اس كا روزہ باطل ہے، ليكن يہ ضرور كہيں گے كہ: يہ روزہ ناقص ہے، بالكل اسى طرح جيسے ہم يہ كہتے ہيں كہ نماز كا مقصد تو خشوع و خضوع اور اللہ كے ليے عاجزى و انكسارى ہے، اور اعضاء كى نماز سے قبل دل كى نماز ہونى چاہيے.

ليكن اگر كسى انسان نے اعضاء كے ساتھ تو نماز ادا كى ليكن دل كے ساتھ نماز ادا نہيں كرتا مثلا يہ كہ اس كا دل كسى اور وادى ميں ہو تو اس كى نماز انتہائى ناقص ہے، ليكن ظاہر كے حساب سے اس كى نماز ادا ہو جائيگى.

اسى طرح جو شخص اللہ كى معصيت و نافرمانى سے روزہ نہيں ركھتا اس كا روزہ بھى انتہائى ناقص ہے؛ ليكن اس كا روزہ ادا ہو جائيگا؛ كيونكہ دنيا ميں عبادات ظاہر پر ہونگى " انتہى

ديكھيں: لقاءات الباب المفتوح ( 116 ) صفحہ نمبر ( 1 ).

دوم:

علماء كرام نے صبر كو تين قسموں ميں تقسيم كيا ہے:

اطاعت و فرمانبردارى پر صبر كرنا.

معصيت و نافرمانى كرنے سے صبر كرنا.

اور اللہ تعالى كى تقدير پر صبر كرنا.

اور روزے ميں صبر كى يہ تينوں قسميں جمع كر دى گئى ہيں.

ابن رجب حنبلى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" صبر كى سب اسے افضل قسم روزہ ہے؛ كيونكہ اس ميں صبر كى تينوں قسميں جمع كر دى گئى ہيں؛ اس ليے كہ يہ روزہ اللہ سبحانہ و تعالى ك اطاعت و فرمانبردارى پر صبر كرنا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالى كى معصيت و نافرمانى سے صبر كرنا ہے كيونكہ بند اللہ تعالى كے ليے اپنى شہوت ترك كر ديا حالانكہ اس كا نفس اس كى طرف جانے كے ليے تنازع بھى كرتا ہے.

اسى ليے صحيح حديث ميں اللہ عزوجل كا قول وارد ہے:

" روزے كے علاوہ ابن آدم كا ہر عمل اس كے ليے ہے، كيونكہ روزہ ميرے ليے ہے اور ميں ہى اس كا بدلہ دونگا؛ اس ليے كہ اس نے ميرے ليے اپنى شہوت اور اپنا كھانا پينا ترك كيا ہے "

اور پھر اس روزے ميں اللہ سبحانہ و تعالى كى المناك اقدار پر صبر كرنا ہے، جو روزے كى حالت ميں روزے دار كو بھوك اور پياس كى صورت ميں حاصل ہو سكتى ہے " انتہى

دیکھیں: جامع العلوم و الحكم ( 219 ).

اس ليے جس كسى نے بھى روزہ اللہ تعالى كے مشروع كردہ طريقہ كے مطابق ركھا اسے عظيم الشان اجروثواب حاصل ہو گا، اس كے ليے اسے درج ذيل فرمان بارى تعالى ہى كافى ہے:

صبر كرنے والوں كوب بغير حساب كے ان كا اجروثواب ديا جائيگا الزمر ( 10 ).

سوم:

مسلمان شخص معاصى سے اپنے روزے كو نقصان سے بچا سكے اس كے ليے اسے معصيت كے ارتكاب سے اجتناب كرتے ہوئے صبر سے كام لينا چاہيے.

بعض علماء كا كہنا ہے كہ: معصيت و نافرمانى كے ارتكاب سے صبر كرنا باقى دونوں صبر كى قسموں سے عظيم درجہ ركھتى ہے، اس ليے كہ شر و برائى كے اسباب جمع ہو كر اسے معصيت ميں واقع ہونے كى طرف دھكيلتے ہيں.

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" يہاں ايك مسئلہ ايسا ہے جس ميں لوگوں نے كلام كى ہے:

اور وہ مسئلہ يہ ہے كہ صبر كى دونوں قسموں ميں افضل كونسى ہے ؟ آيا بندے كا معصيت و نافرمانى كے ارتكاب سے صبر كرنا، يا كہ اسكا اطاعت و فرمانبردارى كرتے ہوئے صبر كرنا ؟

ايك گروہ نے پہلے كو راجح قرار ديا اور كہا ہے كہ:

معصيت و نافرمانى سے صبر كرنا اور معصيت كا ارتكاب نہ كرنا صديقين كے وضائف ميں شامل ہوتا ہے، جيسا كہ بعض سلف كا قول ہے:

نيكى كے اعمال تو ہر نيك و فاجر شخص بھى كرتا ہے، ليكن معاصى و گناہ كو ترك كرنے كى طاقت تو صرف صديق ہى ركھتا ہے.

ان كا كہنا ہے: اس ليے كہ معصيت كے اسباب اور دواعى اطاعت ترك كرنے كے دواعى و اسباب سے زيادہ شديد

ہيں؛ كيونكہ معصيت كے داعى ايك وجودى امر كى طرف دعوت ديتے ہيں جسے نفس بھى چاہتا ہے اور اس سے لذت حاصل كرتا ہے، ليكن ترك اطاعت كا داعى تو كسل و سستى اور اہانت ہے اس ميں كوئى شك نہيں كہ معصيت و نافرمانى كے داعى زيادہ قوى ہيں.

ان كا كہنا ہے كہ: اس ليے كہ معصيت و نافرمانى پر داعى نفس اور ھوى و خواہش اور شيطان اور دنياوى اسباب اور آدمى كے دوست اور مشابہت كى طلب اور نقالى كرنا،اور ميلان طبع يہ سب جمع ہو جاتے ہيں، يعنى ان ميں سے ہر ايك سبب بندے كو معصيت كى طرف كھينچتا ہے، اور اس كے اثر كو طلب كرتا ہے، تو پھر جب يہ سب جمع ہو كر دل پر دھاوا بھول ديں تو كيا حالت ہو گى، اور پھر صبر كى كونسى قسم اسے قبول نہ كرنے ميں طاقتور اور قوى ہو گى، اگر اللہ سبحانہ و تعالى اسے نہ لے جائے تو پھر اس سے صبر ہو نہ سكے.

جيسا كہ آپ ديكھ رہے كہ يہ قول قوى الحجت اور انتہائى ظاہر ہے " انتہى

ديكھيں: طريق الھجرتين ( 414 ).

معصيت و نافرمانى كے ارتكاب سے صبر كرنا كئى ايك اسباب كى بنا پر ہے، ہم اميد ركھتے ہيں كہ اس ميں غور و فكر كيا جائيگا كيونكہ اس كے اندر بيمارى كى تشخيص اور اس كا علاج بڑى باريك بينى سے كيا گيا ہے.

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" معصيت و نافرمانى كے ارتكاب سے صبر كا قاعدہ اور اصول كئى ايك اسباب سے پيدا ہوتا ہے:

اول:

بندے كو علم ہونا كہ يہ معصيت قبيح اور ذليل چيز ہے اور گرى ہوئى ہے، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالى نے اسے حرام كرتے ہوئے ذلت و رسوائى سے محفوظ ركھنے كے ليے اس سے منع فرمايا ہے، بالكل اسى طرح جيسے شفيق والد اپنى اولاد كو ضرر اور نقصاندہ چيز سے بچاتا ہے، يہ ايسا سبب ہے جو عقل و دانش ركھنے والے شخص كو اس كے نزديك جانے سے بھى روكتا ہے، چاہے اس پر عذاب و سزا كى وعيد معلق نہ بھى كى جائے تو وہ اسے چھوڑ ديتا ہے.

دوسرا سبب:

الله سبحانہ و تعالی سے شرم و حیاء، کیونکہ جب بندہ اپنی نظر اللہ سبحانہ و تعالی کے مقام کو دیکھتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی اس کو دیکھ رہا اور سب کچھ سن رہا ہے تو بندے کو شرم آتی ہے، اسے شرم و حیاء محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ رب العالمین کی ناراضگی کا باعث بنائے.

تیسرا سبب:

اللہ سبحانہ و تعالی کی جو نعمتیں آپ پر ہیں ان کا خیال کریں، اور اللہ نے جو احسان کیا ہے اس کو مدنظر رکھیں؛ کیونکہ گناہ نعمتوں کے خاتمہ کا باعث بنتے ہیں، اس لیے جب بھی بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کے بدلے اللہ سبحانہ و تعالی کی ایك نعمت زائل ہو جاتی ہے.

اور اگر بندہ توبہ کر کے رجوع کر لیتا ہے تو وہ نعمت واپس آ جاتی ہے یا پھر اس جیسی اور نعمت حاصل ہو جاتی ہے، اور اگر وہ گناہ پر مصر رہتا ہے تو وہ نعمت واپس نہیں آتی، اس طرح گناہ اس سے نعمتوں کو زائل کرتے رہتے ہیں حتی کہ اس سے ساری نعمتیں سلب کر لی جاتی ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

یقینا اللہ سبحانہ و تعالی اس وقت تك كسی قوم كی حالت نہیں بدلتا جب تك وہ خود اپنے آپ كو نہیں بدلتے .

اور پھر سب سے عظیم نعمت ایمان ہے، اور گناہ کا ارتکاب اور چور و زنا اور شراب نوشی اور ڈاکہ وغیرہ یہ سب ایمان کو زائل اور سلب کر لیتی ہیں، بعض سلف رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں نے ایك گناہ کیا تو ایك برس تك قیال اللیل سے محروم کر دیا گیا.

اور دوسرے سلف کا کہنا ہے:

میں ایك گناہ کر بیٹھا تو مجھے فہم قران سے محروم کر دیا گیا، اس جیسے امور میں ہی کہا گیا ہے:

اگر تم نعمت میں ہو تو اس نعمت کا خیال کرو...

کیونکہ معاصی و گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں.

مختصر یہ کہ معاصی و گناہ ایك ایسی آگ ہے جو نعمتوں کو کھا جاتی ہے، بالکل اسی جرح جیسے آگ ایندھن کو کھا

جاتی ہے، اللہ تعالی ہمیں نعمتوں کے زوال سے محفوظ رکھے، اور اسے سزا میں تبدیل کرنے سے بچائے.

چوتھا سبب:

اللہ سبحانہ و تعالی کا خوف اور اس کے عذاب سے ڈر، یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب اللہ سبحانہ و تعالی کے وعدے اور عید کی تصدیق کی جائے، اور اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر ایمان لایا جائے.

یہ ایك ایسا سبب ہے جو علم ویقین سے قوی ہوتا ہے اور اس میں کمزوری سے کمزور ہو جائیگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

نہیں سوائے اس بات کے اللہ سبحانہ و تعالی سے ڈرنے والے تو اس کے بندے علماء ہی ہیں .

بعض سلف رحمہ اللہ کا قول ہے:

اللہ سبحانہ و تعالی کی خشیت کے لیے علم کافی ہے، اور اللہ سے جہالت کے دھوکے میں نہ رہا جائے.

پانچواں سبب:

اللہ سبحانہ و تعالی کی محبت: یہ اللہ کی مخالفت و نافرمانی سے صبر کرنے میں قوی سبب ہے، کیونکہ جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی بات مانی جاتی ہے، جب بھی دل میں محبت قوی ہوگی تو اس کا تقاضا ہے کہ اطاعت کی جائے اور ترك مخالفت قوی ہے.

جب دل میں اللہ کی محبت کمزور ہو جائے تو پھر معصیت و نافرمانی ہوتی ہے، جو شخص معصیت کو اپنے سردار کی سزا اور اس کے کوڑے کے ڈر پر محمول کرتا ہے اور جو اسے اپنے سردار کی محبت پر محمول کرتا ہے ان دونوں میں فرق ہے...

چھٹا سبب:

نفس کا شرف اور اس کی طہارت و پاکیزکی اور اس کی فضیلت و حمیت یہ ہے کہ وہ اسباب اختیار کیے جائیں جو اسے اور اس کی قدر میں کمی کریں، اور اس کی قدر و منزلت میں کمی کریں اور اسے حقیر قرار دیں اور اس اور بےوقوفوں کو برار قرار دیں.

ساتواں سبب:

معصیت و گناہ کے برے انجام اور اس کے قبیح اثر کا قوی علم، اور اس کی بنا پر پیدا ہونے والا ضرر: چاہیے وہ سیاہ چہرے کی شکل میں ہو یا پھر دل کی سیاہی کی شکل میں اور دل کی تنگی اور غم و حزن اور تکلیف کی شکل میں، اور شدت قلق و پریشانی کی شکل میں، اور اپنے دشمن کے مقابلہ میں کمزوری، اور اس کی زینت سے عاریت، اور اپنے معاملہ میں حیرانی و پریشانی، اور اپنے دوست کی نصرت و مدد نہ کرنا، اور واضح دشمن کی مدد نصرت کرنا، اس کے لیے مستعد علم کا چھپ جانا، اور اس کے لیے جو حاصل ہونا تھا اسے بھول جانا یا کمزور ہونا، اور اس کی وہ مرض جب وہ مستحکم ہو جائے تو موت یہ ضروری ہے کیونکہ گناہ دل کو مردہ کر دیتے ہیں....

اجمالی طور پر یہ کہ: قبیح معصیت ونافرمانی کے آثار بے شمار ہیں، اور اطاعت و نیکی کے آثار بھی بہت ہے جنہیں شمار ہی نہیں کیا جا سکتا اسے احاطہ علم میں نہیں لایا جا سکتا.

دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی اسی میں ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت کی جائے، اور دینا و آخرت کی برائی اور شر اللہ کی معصیت و نافرمانی میں ہے.

ایک اثر میں مروی ہے کہ اللہ کا فرمان ہے:

کون ہے جس نے میری اطاعت کی اور میری اطاعت سے بدبخت ہوا، اور کون ہے جس نے میری نافرمانی کی اور میری نافرمانی سے سعادت مند بنا "

آٹھواں سبب:

امید کم کرنا، اور اس کی سرعت انتقال کا علم رکھنا کہ وہ ایک ایسے مسافر کی طرح ہے جو ایک ایسی بستی میں داخل ہوا جہاں سے وہ جلد نکلنے والا ہے، یا پھر ایسے سوار کی طرح جس نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے کچھ آرام کیا اور پھر اسے چھوڑ کر چلتا بنا.

اس لیے وہ اپنے علم کے مطابق کہ اس کا یہاں ٹھرنا بہت ہی قلیل عرصہ کے لیے ہے اور بہت جلد یہاں سے منتقل ہو جائیگا وہ اس پر حریص ہے کہ اپنا بوجھ زیادہ نہ کرے اور جو اس کے لیے فائدہ مند نہیں اسے چھوڑ دے.

اس پر حریص ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ خیر کی طرف منتقل ہو، اس لیے کم امید کرنے سے زیادہ بندے کے لیے کوئی فائدہ مند چیز نہیں ہے، اور لمبی امید اور کر لوں گا کر لوں گا سے زیادہ اس کے لیے کوئی نقصاندہ

چیز نہیں ہے.

نواں سبب:

کھانے پینے اور لباس اور سونے اور لوگوں کے ساتھ اجتماع میں فضول اور زیادہ سے اجتناب کرنا، کیونکہ ان سب زیادہ اشیاء سے معاصی کے اسباب پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ یہ مصرف کے طلبگار ہوتے ہیں تو اس کے لیے مباح میں تنگی ہوتی ہے اس لیے وہ بڑھ کر حرام کی طرف جا نکلتا ہے.

بندے کے لیے سب سے نقصاندہ چیز اس کا فارغ رہنا ہے اس لیے نفس کو فارغ مت رکھیں، بلکہ اگر وہ اسے فائدہ مند اشیاء میں مشغول نہیں رکھےگا تو پھر وہ ضرور نقصاندہ اشیاء میں مشغول ہو جائیگا.

دسواں سبب:

یہ سبب مندرجہ بالا سب اسباب کو اپنے اندر جمع کیے ہوئے ہے: دل میں ایمان کی ڈالی کو مضبوط کر کے پیدا کرنا اس لیے معاصی سے بندے کا صبر کرنا یہ اس کی قوت ایمان کے مطابق ہوتی ہے، اس لیے جتنا اس کا ایمان قوی ہوگا اسی قدر اس کا صبر بھی پورا ہوگا.

اور جب ایمان کمزور ہو جائے تو صبر بھی کمزور ہو جاتا ہے، اس لیے جس کا دل اللہ کے سامنے کھڑے ہونے اور اسے دیکھنے کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اللہ کی حرام کردہ کو حرام کرتے ہوئے اور اللہ کے بغض و ناراضگی اور سزا کو مدنظر رکھتے ہوئے ایمان کو مضبوط کرتا ہے.

اور جو اپنے ایمان کو اجروثواب اور عقات و سزا اور جنت و جہنم کو مدنظر رکھتے ہوئے مضبوط کرتا ہے وہ ہر اس عمل سے باز آ جائیگا جو اس علم کا موجب ہے.

اور جس کا یہ گما ہے کہ ایمان راسخ کے بغیر وہ مخالفات کو ترک کرنے پر طاقت رکھتا ہے تو اس کی یہ سوچ غلط ہے کیونکہ جب دل میں ایمان کا چراغ قوی ہو اور اس کی روشنی ہر طرف پھیلی ہو اور وہ ہر طرف کو روشن کر دے تو یہ نور اور روشنی اس کے اعضاء میں سرایت کر جاتی ہے، اور اس طرح ایمان کے سبب کو وہ جلد قبول کر لیتا ہے، اور وہ مطیع و فرمانبردار بن بغیر کسی بوجھ کے اور ہنسی و خوشی اطاعت کرنے لگتا ہے.

بلکہ وہ اس کی دعوت سے خوش ہوتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص اپنے محبوب اور احسان کرنے والے کی دعوت سے خوش ہوتا ہے کہ یہ اس کے لیے عزت کا باعث ہوتی ہے، وہ ہر وقت اس کا انتظار کرتا ہے، اور

اس كو دعوت پر لبيك كہنے كے ليے تيار رہتا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى اپنى رحمت كے ليے جسے چاہتا ہے چن ليتا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالى بڑے فضل والا ہے " انتہى

ديكھيں: طريق الهجرتين ( 408 - 414 ) مختصرا.

مسلمان شخص سے مطلوب يہى ہے كہ وہ اس حقيقت كو پہچانے كہ اللہ تعالى نے روزے سے كيا مراد لي ہے، اور اسے معصيت كے فعل كے دواعى اور اسباب كو پہچاننا چاہيے تا كہ وہ اس سے دور رہ سكے، اور اسے ناپسند كرے.

ابن قيم رحمہ اللہ كى جو كلام ہم اوپر نقل كر چكے ہيں وہ اسے بڑى اچھى طرح بيان كرتى ہے.

مزيد آپ سوال نمبر ( 12468 ) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

واللہ اعلم .